

غیر مسلم نعت گو شعرا کے نعتیہ کلام میں استغاثہ و استمداد کے عناصر

Elements of supplication and invocation in the Naat poetry of non-Muslim Naat poets

Dr. Almas Khanum

Associate Professor Urdu, G.C University, Lahore

dr.almaskhanum@gcu.edu.pk

KEYWORDS

Traditionally
Spiritual
Istighasa
Naat
Prophet's Mercy
Non Muslim Poet
Compassion
Justice
Symbolic Devotion

DATES

Received 28-10-2025

Accepted 10-11-2025

Published 31-12-2025

QR CODE



ABSTRACT

Naat, as a distinguished genre of Urdu poetry, has traditionally served as an expression of devotion, reverence, and spiritual attachment to the Holy Prophet Muhammad (ﷺ). One of its most significant thematic dimensions is istighasa, the act of supplication, appeal, and seeking intercession in moments of distress. Historically, istighasa in Naat has been rooted in the belief in the Prophet's mercy, spiritual authority, and his role as a source of guidance and solace for humanity. While this tradition is commonly associated with Muslim devotional poetry, it is noteworthy that several non-Muslim Urdu poets have also engaged deeply with this poetic and spiritual mode of expression. This paper explores the lesser studied phenomenon of *istighasa* in the Naatiya poetry of prominent non-Muslim Urdu poets. It highlights how these poets, despite belonging to different religious backgrounds, express profound reverence for the Prophet Muhammad (ﷺ) and present heartfelt appeals before him. Their poetic invocations transcend religious boundaries and reflect a shared human longing for compassion, justice, and spiritual refuge. Through a close textual analysis, the study examines various dimensions of istighasa including emotional intensity, ethical admiration, symbolic devotion, and universal humanitarian appeal in selected Naats composed by renowned non-Muslim poets of Urdu literature.

<https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/175>

تلخیص:

نعت اردو شاعری کی ایک ممتاز صنف ہے جو روایتی طور پر حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے عقیدت، احترام اور روحانی وابستگی کے اظہار کا وسیلہ رہی ہے۔ نعت کے موضوعاتی جہات میں ایک نہایت اہم جہت "استغاثہ" ہے یعنی مصیبت اور اضطراب کے لمحات میں فریاد، التجا اور وسیلہ طلب کرنا۔ تاریخی طور پر نعت میں استغاثہ کا تصور حضور ﷺ کی رحمت، روحانی اختیار اور انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت و تسکین ہونے کے عقیدے سے وابستہ رہا ہے۔ اگرچہ یہ روایت عموماً مسلم مذہبی شاعری سے منسوب کی جاتی ہے تاہم یہ امر نہایت قابل توجہ ہے کہ اردو کے کئی غیر مسلم شعرا نے بھی اس شعری اور روحانی اسلوب کو گہرے طور پر اپنایا ہے۔ یہ مقالہ غیر مسلم اردو شعرا کے نعتیہ کلام میں استغاثہ کے نسبتاً کم مطالعہ شدہ پہلو کا جائزہ لیتا ہے۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مختلف مذہبی پس منظر رکھنے کے باوجود یہ شعرا حضور اکرم ﷺ کے لیے گہری عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے کلام میں ان کی بارگاہ میں خلوص دل سے فریاد پیش کرتے ہیں۔ ان کی شعری مناجات مذہبی سرحدوں سے ماورا ہو کر رحم، عدل اور روحانی پناہ کی ایک مشترکہ انسانی جستجو کی عکاس بن جاتی ہیں۔ مثنیٰ تجزیے کے ذریعے اس تحقیق میں استغاثہ کی مختلف جہات جیسے جذباتی شدت، اخلاقی تحسین، علامتی عقیدت اور آفاقی انسانی اپیل کا جائزہ لیا گیا ہے، جو اردو ادب کے معروف غیر مسلم شعرا کی منتخب نعتوں میں نمایاں طور پر جلوہ گر ہیں۔

نعت (نعت) بالفتح (مونث) عربی زبان کا ایک مادہ ہے جو کہ وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ دنیائے اسلام میں نعت کا لفظ نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کے بیان کے لیے وقف ہے۔ نعت کا آغاز نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں ہو گیا تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کو پہلا نعت گو شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ تب سے لے کر آج تک دنیا کی ہر زبان میں نعت کہی جا رہی ہے۔ نعت میں نعت گو شاعر نبی اکرم ﷺ کی تمام تر حیاتِ طیبہ کے ایک ایک پہلو کو احاطہ قلم میں لانے کی سعی کرتا ہے۔ مضامین نعت میں اس قدر وسعت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نعت گو شاعر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے متعلق تمام پہلو بیان کر دیئے ہیں۔ مضامین نعت کا ماخذ قرآن اور احادیث ہیں۔ مسلمان نعت گو شاعر اپنی نعتوں میں نہ صرف اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان کے حضور مستغیث بھی ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کے حضور استغاثہ و استمداد پیش کرتے ہیں۔ استغاثہ عربی زبان کا لفظ ہے اور نعت کا اہم موضوع بھی ہے۔ فرہنگِ تلفظ میں استغاثہ سے مراد "استغاثہ اسم مذکر۔ (ا) دعویٰ، فریاد، داد خواہی، انصاف چاہنا۔ مرادفہ۔ اپیل۔ نالش جو عدالت میں دائر کی جائے" (1)۔

ہر انسان کی زندگی نشیب و فراز سے دوچار ہوتی ہے، اس کی زندگی میں کبھی خوشیوں کے پھول کھلتے ہیں اور کبھی غم کے سائے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ جب غم کے بادل گہرے ہو جاتے ہیں، دل کی کسک بڑھ جاتی ہے تو رنج و محن کی تاریکیوں میں انسان امید کی کرنوں کا متلاشی ہوتا ہے، ایسے میں ایک مسلمان کی نظر امید نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفاعت کی طلبگار ہوتی ہے، وہ آپ ﷺ کے حضور استغاثہ پیش کرتا ہے اور آپ کی نظر کرم کا طلبگار ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمت للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی مسلم و غیر مسلم آپ ﷺ کے حضور اپنی اپنی فریادیں لے کر حاضر ہوتے، آپ سے مدد کے طلبگار ہوتے اور آپ کے بارانِ رحمت سے فیضیاب ہو کر لوٹتے۔ آپ ﷺ کے ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کے حضور استغاثہ پیش کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ استغاثہ کے یہ عناصر خاص طور سے نعت میں جگہ پاتے رہے۔ اسی لیے عربی، فارسی، اردو بلکہ دنیا کی ہر زبان کی نعت میں آشوبِ ذات سے لے کر آشوبِ امت و آشوبِ عالم تک کے مضامین ملتے ہیں۔ نعت کے اس اندازِ خاص کی بابت ڈاکٹر ریاض مجید اپنی کتاب "اردو میں نعت گوئی" میں لکھتے ہیں:

"نعت کا ایک اہم اور مشہور انداز حضور ﷺ کی جناب میں اپنے حالات اور درپیش مسائل اور مصائب و آلام اور مشکلات کا اظہار کر کے ان سے مدد طلب کرنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے استغاثہ اور استمداد اور آپ کے حضور فریاد اور مشکل کشائی و حاجت روائی کے لیے آپ کی بارگاہِ رحمت میں سوال، آغازِ نعت ہی سے نعت کے اجزائے ترکیبی میں شامل رہا ہے۔ ہر عہد، ملک اور زبان کے شعرا نے رفعِ مشکلات، شفاءِ امراض، حصولِ مقاصد اور مصائب و مسائل سے نجات حاصل کرنے کے لیے سید کو نبین ﷺ کے حضور اپنی عرضداشت پیش کی ہے۔" (2)

مسلم نعت گو شعرا کے ہاں استغاثہ و استمداد کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ امام بوصری کا قصیدہ "برہہ شریف" اور مولانا الطاف حسین حالی کی "عرضِ حال" اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور عالمِ انسانیت کا ایک حصہ غیر مسلم بھی ہیں، لہذا مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعرا نے بھی آپ کی عظمت کا اعتراف کرنے اور آپ کو خراجِ محبت پیش کرنے کے لیے نعت گوئی کے چراغ روشن رکھے ہوئے ہیں۔ غیر مسلموں کی نعت کی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں تو اس کے ڈانڈے بھی سرکارِ ابد ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ملتے ہیں، راجہ رشید محمود کے مطابق "نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اعلیٰ میمون بن قیس کا قصیدہ نعت غیر مسلموں کی نعت گوئی میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔" (3)

مسلمان نعت گو شعرا کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعرا کی نعت میں بھی استغاثہ کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ تاریخ ایسے واقعات و معاملات سے بھری پڑی ہے کہ بعض غیر مسلموں نے بھی تکلیف میں نبی اکرم ﷺ کی رحمت کو پکارا۔ اس کی ایک مثال تو ان کفار و مشرکین مکہ کی ہے کہ جب وہ قحط کی مصیبت سے دوچار ہوئے اور سات سال میں جب جانور، مردار اور پتے تک کھا گئے تو بالاخر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں استغاثہ لے کر حاضر ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی دعا مبارک سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت

نال دی۔ جہاں تک نعت کا تعلق ہے تو نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں اعمشہ پہلا نعت گو شاعر تھا جس نے آپ کی رحمت اور عظمت کا اعتراف اپنے نعتیہ اشعار میں کیا۔ اس کے بعد سے عربی، فارسی اور اردو نعتیہ شاعری میں غیر مسلموں کی نعت کے بے شمار نمونے منظرِ عام پر آئے۔

نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل ہی آپ کے اوصافِ حمیدہ دنیا پر ظاہر فرما دیے گئے تھے۔ آسمانی کتابوں تو ریت، زبور اور انجیل میں خود اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے اوصاف کا ذکر فرمایا جنہیں نعت ہی کی ابتدائی شکل قرار دیا جاسکتا ہے۔ آسمانی کتابوں کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کی تحریروں میں نعت کے عناصر ملتے ہیں۔ نعت کی قدامت کے متعلق محمد اسماعیل آزاد لکھتے ہیں:

"قدیم مذہبی و تاریخی کتابوں کی اوراق گردانی سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں محمد ﷺ کی نعت اقدس سب سے پہلے رگ وید میں ہے۔ رگ وید کی تدوین کا زمانہ عیسٰی سے ۳-۴ ہزار سال پیشتر کہا جاتا ہے۔ رگ وید چاروں ویدوں میں سب سے قدیم ہے۔ رگ وید میں مختلف مقامات پر محمد ﷺ کی نعت، منعت کے اسم گرامی کے تعین کے ساتھ مرقوم ہے۔ رگ وید کے آٹھ منتروں کا آغاز نراشنس سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ ویدوں میں حضور اکرم ﷺ سے متعلق کئی منتر ملتے ہیں۔ نراشنس لفظ کرم دھارے سماں ہے، جس کے معنی (قابل مدح شخصیت) ہیں۔ نراشنس لفظ خود ہی اس بات کا غماز ہے کہ قابل مدح صفت جس موصوف سے متعلق ہے وہ بشر (نر) ہے۔ نر نہ تو دیوتا کا مترادف ہے اور نہ دیوتاوں کی کوئی ذات ہے۔ قرآن مجید میں ان گنت بار محمد ﷺ کو بشر اور عبد کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔" (4)

محمد اسماعیل آزاد نے اس ضمن میں تفصیلاً ان اوصاف کا ذکر کیا ہے جو کہ رگ وید میں نراشنس کی بتائی گئی ہیں اور یہ وہی اوصافِ حمیدہ ہیں جو کہ نبی اکرم ﷺ کا خاصا ہیں۔ گویا کہ ہندو دھرم کی کتب میں بھی ہزاروں برس قبل نبی اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کر دیئے گئے تھے۔ غیر مسلموں کی اردو نعت کا جائزہ لیں تو ہمیں ہندو شعر اکثر تعداد میں نظر آتے ہیں۔ بعض ہندو شعرا نے رسمی طور پر نعت کے مضامین بیان کیے ہیں لیکن کچھ شعرا کے نعتیہ مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں جو اس بات کے غماز ہیں کہ یہ ہندو شعرا بھی نبی اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور انہیں رحمت للعالمین تسلیم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو شعرا کی نعتوں میں استغاثہ کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ ذاتی مصائب و آلام ہوں یا اجتماعی سانحات، روضہ رسول ﷺ پر حاضری کی تمنا ہو یا خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی آرزو، آپ ﷺ کی شفاعت کی طلب، ایک عاشق رسول ﷺ آپ ﷺ کے دربارِ اقدس میں مستغیث ہوتا ہے۔ غیر مسلم شعرا بھی نبی اکرم ﷺ کو رحمتِ عالم اور وسیلہ نجات تصور کرتے ہوئے اپنی التجائیں آپ کے دربارِ اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں بھی آشوبِ ذات سے لے کر آشوبِ عالم کا بیان ملتا ہے، نگاہِ لطف و کرم کی تمنا اور اذنِ حضوری کی آرزو غیر مسلم شعرا کی نعت کا ایک اہم موضوع ہے کیونکہ بقول کنور مہندر سنگھ بیدی:

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں

صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں (5)

غیر مسلم شعرا کی ایک کثیر تعداد کے ہاں عمدہ نعتوں کے نمونے ملتے ہیں، ان میں سے کچھ شعرا کے نعتیہ مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں ان میں سے کچھ نرائن شفیق کا "معراج نامہ"، چوہدری دلورام کوثری کے مجموعے "ہندو کی نعت"، اگلبن نعت کوثری، "آب کوثر" اور "بزم کوثری"، عرش ملیسانی کا "آہنگِ حجاز شاد کا" ہدیہ شاد، حضرت کچھن نارائن سریو استو سخا کا "معراجِ محبت"، مانکپوری کا "رہبر اعظم"، ڈاکٹر دھر میندر ناتھ کا "انوارِ عقیدت"، مخلص بدایونی کا "گلدستہ نعت"، کالی داس گپتا کا "اجالے"، قیس جالندھری کا "رسول درشن"، ادیب لکھنوی کا "مذرانہ عقیدت"، جگن ناتھ آزاد کا "نسیم حجاز"، کرشن کمار سنگھ کا "سمت کاشی سے چلا" اور سادھورام سہارنپوری کا "ظہورِ قدسی" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے غیر مسلم شعرا ایسے ہیں جن کے ہاں نعت کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ غیر مسلموں کی نعت کے بارے میں نور احمد میر ٹھی لکھتے ہیں:

"غیر مسلم شاعروں کے نعتیہ کلام میں جذبات کی حدت اور محسوسات کی شدت کے ساتھ ساتھ وہ شعور اور سلیقہ اظہار بھی صاف نظر آتا ہے جو نعت کے لئے مخصوص ہے۔ یہ کہنے میں بھی کوئی تعمل نہیں کہ بعض اشعار شعری حسن کے علاوہ نعت کا حق ادا کرتے نظر آتے ہیں اور یقین کے اظہار کا توانا نمونہ

ہیں۔" (6)

غیر مسلم نعت گو شعرا کے کلام میں نعت کے موضوعات کی وسعت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کر رکھا ہے اور وہ نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ ان کی حیات کے اہم واقعات اور معاملات سے بھی آگاہ ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ موضوعاتِ قرآن تک ان کی رسائی کی جھلک بھی ان کی نعتوں سے نمایاں ہوتی ہے۔ "غیر مسلم شعرا کے موضوعاتِ نعت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعرا کی خاصی تعداد اسلامی تعلیمات اور سیرتِ نبوی ﷺ سے بخوبی واقف ہے اور بعض شعرا نے تو قرآن حکیم سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان شعرا کی نعتوں کا ایک اہم پہلو شفاعتِ طلی ہے۔" (7)

پروفیسر شفقت رضوی "نورِ سخن" میں غیر مسلموں کی نعت گوئی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"غیر مسلم شعرا کی نعتوں میں دو طرح کے خیالات و جذبات ملتے ہیں۔ ایک بڑا گروہ ایسا ہے جس نے آپ ﷺ کو پیغمبرِ برحق ہی نہیں بلکہ پیغمبرِ آخر الزماں تسلیم کر کے آپ ﷺ کے حضور گہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کی تمام صفاتِ عالیہ اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا ذکر بلیغ انداز میں ملتا ہے، تو بعض نے صرف انسان کے طور پر آپ ﷺ کو پرکھا ہے اور اس یقین کا اعلان کیا ہے کہ خدماتِ انسانی کا کامل نمونہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف آپ ﷺ تھے۔ اس لئے آپ ﷺ کی ذات کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ تمام عالمِ انسانیت کو آپ ﷺ سے استفادہ کرنا چاہیے۔ پہلے نقطہ نظر میں عقیدت ہے تو دوسرے میں تفکر اور یہ دونوں باہم مل جائیں تو

نعت گوئی کی معراج بن جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے غیر مسلم شعر اور ان کا کلام نہ صرف قابلِ داد ہے بلکہ دعوتِ فکر کا سبب بھی۔" (8)

غیر مسلم نعت گو شعرا کے کلام کی "نعت گوئی کے سلسلے میں ایک اور پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کے حوالے سے غیر مسلم بھی قرآن سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں اور وحدانیت، الوہیت و حقانیت کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ اس طرح ان کے وسیلے سے ذات شناسی، حق شناسی بن گئی ہے جو اسلام کے دائمی ہونے کا ثبوت ہے۔" (9)

نور احمد میر ٹھی "نور سخن" میں یہ عنوان "بخضور خیر الانام" میں غیر مسلموں کی نعت گوئی کے ضمن میں مزید لکھتے ہیں:

"اردو شاعری میں غیر مسلم شعر کا نعتیہ کلام بھی قابلِ ذکر ہے۔ ان شعرا کے نعتیہ کلام کو سب سے پہلے کہا جاسکتا ہے لیکن غیر مسلم شعرا کی بڑی تعداد نے عقیدہ قائم کیا ہے۔ ان کا یہ نذرانہ عقیدت و محبت مختلف اصنافِ سخن میں موجود ہے۔ جن میں مسدس، مثنوی، قطعہ، رباعی، نظم شامل ہیں۔ اپنے اظہار میں ان شعرا نے حیاتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں، کردار و عمل کے مختلف واقعات، معراج النبی ﷺ اور دیگر اوصافِ حمیدہ کو پیش کیا ہے۔ بعض منظومات میں خود مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کی سعی کی گئی ہے اور بعض اشعار میں دعائیہ انداز بھی موجود ہے۔" (10)

اردو میں غیر مسلم نعت گو شعرا کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جنہوں نے رسمی نعت کہی ہے اور بیشتر مسلمان شعرا کی طرز پر اپنے شعری مجموعہ کے آغاز میں نعت کو شامل کیا ہے۔ ان نعتوں میں بھی کہیں کہیں استغاثہ کے مضامین ملتے ہیں لیکن چند غیر مسلم شاعر ایسے بھی ہیں جن کے ہاں رسمی کے بجائے حقیقی نعت کے نمونے ملتے ہیں اور ان کے باقاعدہ نعتیہ مجموعے بھی اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ ایسے نعت گو شعرا کے مضامین نعت میں وسعت ہے۔ غیر مسلم نعت گو شعرا کے کلام میں استغاثہ و استمداد کی روایت کا جائزہ لینے کے لیے یہاں صرف ان شعرا کے کلام کا جائزہ لیا جا رہا ہے جن کے نعتیہ مجموعے اشاعت پذیر ہوئے ہیں جن کی نعت رسمی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

عرش ملیسانی: اردو کے مشہور شاعر جوش ملیسانی کے بیٹے بالکنند نے دنیائے شعر و ادب میں عرش ملیسانی کے نام سے شہرت پائی۔ عرش صاحب دیوان نعت گو شعرا میں سے ہیں۔ آپ کے مجموعہ کا نام "آہنگِ حجاز" ہے۔ آپ کی شاعری میں نبی ﷺ کی ذات سے عقیدت و محبت کے نذرانے بھی ہیں، خلوص کی چاشنی بھی ہے اور دل کی تڑپ بھی۔ اپنے حلقہ احباب میں وہ ایک اچھے ہندو کی بجائے ایک اچھے انسان کے طور پر جانے جاتے تھے۔ وہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر تھے جس کا اظہار ان کی شاعری میں جا بجا ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں وطن سے محبت کا دم بھر اور ہندوستانی معاشرہ میں باہمی یگانگت کو فروغ دینے کے لیے قلم کا علم بلند کیا رکھا۔ حضرت خوشتر گرامی کے الفاظ میں:

"جناب پنڈت بالکنند عرش ملیسانی ایک عظیم شاعر تھے اور عظیم انسان بھی۔۔۔ اور یہ دونوں خوبیاں یکجانا یا ہیں۔ وہ اخلاص و اخلاق کے ایک قابلِ تعظیم نمونہ تھے۔ ادب آفریں، ادب آموز، ادب آشنا،

غیر مسلم نعت گو شعرا کے نعتیہ کلام میں استغاثہ و استمداد کے عناصر

دوست پرور، دوست نواز۔۔۔ وہ خلوص و محبت اور احساس و درد مندی کا پیکر تھے۔ دوست نوازی بھی

ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔" (11)

عرش ملیسانی کی مذکورہ بالا خصوصیات نے ہی انہیں ہر قسم کے مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر دنیا کے عظیم انسان کی نعت کی طرف راغب کیا۔ ایک متعصب ہندو معاشرہ میں نعت لکھنے کے دوران یقیناً انہیں ہندو متعصب معاشرہ کی طرف سے تنقید کا نشانہ بھی بننا پڑا ہو گا لیکن انہوں نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے نعت کو صرف رسمی اظہار تک محدود نہ رکھا بلکہ یہ عقیدت ہی تھی جس نے ان سے نعتیہ مجموعہ "آہنگِ حجاز" تخلیق کروا لیا۔ عرش ملیسانی کی نعت گوئی کے بارے میں ویریندر پرشاد سکسینہ کہتے ہیں:

"عرش ملیسانی کا شمار ہماری نعتیہ شاعری میں اس دور کے بہترین نعت گو شعرا میں ہوتا تھا اور آپ کا نعتیہ مجموعہ 'آہنگِ

حجاز' میں خاص کیفیت پائی جاتی ہے اور عرش کی نعتیہ غزلیں جذبات کی شیفتگی سے بھری پڑی ہیں۔" (12)

عرش ملیسانی کے نعتیہ کلام میں جہاں شیفتگی و عقیدت کا اظہار ہے وہیں نبی اکرم ﷺ کے رحمۃ للعالمین و شفیع المذنبین ہونے کا بھی کامل یقین ہے۔ یہ اسی یقین کا ثمر ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے حضور مستغیث ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے کرم ہی سے ان کی زندگی کا سفینہ کنارے لگ سکتا ہے۔ مقامِ نجات اور شفاعت آپ ﷺ کی نظر کرم ہی سے ممکن ہے۔ نعت میں استغاثہ کا رنگ ملاحظہ فرمائیے۔

کرم	کھینچے	مجھ	پہ	شاہ	مدینہ
کنارے	پہ	لگ	جائے	میرا	سفینہ
امید	شفاعت	پہ	دن	کٹ	رہے ہیں
وگر نہ	کہاں	مجھ	میں	کوئی	قرینہ
مقام	نجات	اور	اس	کی	بلندی
تمہارا	سہارا	مگر	اس	کا	زینہ
یہی	ماحصل	عرش	ہے	زندگی	کا
مرا	سر	ہے	اور	آستان	مدینہ (13)

اسی طرح ایک اور نعت میں عرش نے استغاثہ کے مضامین کو نہایت مہارت سے قلمبند کیا ہے۔ وہ ایک طرف تو زندگی کے

طوفان میں نبی اکرم ﷺ کو سہارا قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف انہیں نہ صرف امت کے زخم کا چارا سمجھتے ہیں بلکہ انہیں یقین

ہے کہ آپ ﷺ زمانے بھر کے درد مند ہیں اور یہ آپ ﷺ کا فیض ہی ہے کہ ایک ہندو کی دعا بھی عرش تک رسائی پاتی ہے:

طوفان	زندگی	کا	سہارا	تمہیں	تو	ہو
دریائے	معرفت	کا	کنارا	تمہیں	تو	ہو
دنیا	کے	غم	رہا	ہو	زمانے	کے
						درد مند

امت کے دل کے زخم کا چارا تمہیں تو ہو
جاتی ہے عرش تک یہ تمہارے ہی فیض سے
میری دعائے دل کا سہارا تمہیں تو ہو (14)

عرش ملیسانی کی نعت گوئی کے بارے میں "آہنگِ حجاز" کے پیش لفظ میں عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ "نعت گوئی میں حدود کو قائم رکھنا پیدائشی مسلمانوں کے لئے بھی آسان نہیں۔ چہ جائیکہ باہر والوں کے لیے۔ عرش صاحب قابلِ تہنیت و تبریک ہیں کہ ان کے قلم کا مسافر اس وادی کو بڑی حد تک سبک خرامی کے ساتھ طے کر گیا ہے" (15)

نازمانک پوری: نازمانک پوری (پیدائش ۱۹۲۳) کا اصل نام چرن سرن تھا جبکہ والد کا نام شاردراپرساد تھا۔ آپ کا آبائی وطن قصبہ مانکپور (یوپی) تھا۔ آپ نے انگریزی میں ایم۔ اے کیا۔ آپ کی شاعری کی پہلی کتاب "نوائے شوق" ہے۔ اس میں ناز نے "کچھ اپنے متعلق۔۔۔" کے عنوان کے تحت اپنا دلچسپ تعارف کرایا ہے۔ شاعری سے اپنی رغبت کی بابت لکھتے ہیں:

"میں فطرتاً تہائی پسند اور ہر وقت بسورتے رہنے کا عادی ہوں۔ اسی عادت نے مجھے اس منزل پر پہنچایا جہاں میں نے عالم خیال میں بھانت بھانت کی روشنیاں دیکھیں جن کے اجالے میں، میں نے زندگی کی نئی قدیں دریافت کیں، میری زندگی میں ایسے لمحات آئے ہیں جب میں سوچ کی گہرائیوں میں ڈوب گیا ہوں اور مجھے عالم فنا میں اپنی ہی آواز شعر و نغمہ میں ڈھلتی نظر آئی ہے جس کو سن سن کے محفوظ ہوا ہوں۔" (16)

شاعر نے عالم خیال میں جو روشنیاں دیکھیں اور جو نئی قدیں دریافت کیں یقیناً وہی "رہبر اعظم" کی تخلیق کا باعث بھی بنیں، "رہبر اعظم" منظوم سیرت محمدی ﷺ ہے جو شاعر کے عمیق مطالعہ کا مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ سے محبت کا بے مثال نمونہ بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر قلم اٹھانا ہرگز آسان کام نہیں، ایک مسلمان کا ہزاروں کتب کا عمیق مطالعہ بھی اس کے لیے کم ہے اور ایک ہندو کے لیے تو یہ ہرگز آسان کام نہیں، اسی لیے ناز نے "رہبر اعظم" کا مسودہ طباعت سے قبل مہتمم جامعہ رحیمیہ اخلاق حسین کی خدمت میں پیش کیا اور ان کے تجویز کردہ ردوبدل کے بعد اسے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اخلاق حسین اس منظوم سیرت محمدی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں "ایک غیر مسلم شاعر و ادیب نے رسول اکرم ﷺ کی حیات پاک کا گہرا مطالعہ کیا۔ آپ کے پیغام کے مختلف پہلوؤں کو سمجھا۔ پھر عقیدت کے ساتھ آپ کی حیات و سیرت کے بعض اخلاقی گوشوں کو اختصار کے ساتھ نظم کیا۔" (17)

شاعر نے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے اخلاقی گوشوں کو نظم کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے حضور استغاثہ بھی پیش کیا ہے کیونکہ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ناز پر یہ حقیقت بھی آشکارا ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ اسی کے محافظ اور ہادی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ رحمت عالم بھی ہیں اسی لیے شاعر آپ ﷺ کے سایہ عظمت کا طلبگار ہے۔

حق کے پیامی، دیں کے محافظ، ہادی کامل، رہبر اعظم
ناز پہ بھی ہو سایہ عظمت، میرے محمد ﷺ رحمتِ عالم (18)

شاعر نے کمال خوبصورتی سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رزاقی کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ صرف اور صرف اللہ کی ذات ہی سے متصف ہے، اسی طرح شاعر یہ یقین رکھتا ہے کہ رحمت کا جہاں ”خیر الورا“ کے نام پر ہے، اسی لیے دنیا کی ہر مشکل آپ ﷺ کے نام سے حل ہوتی ہے، جو دوسخا آپ ﷺ کی سرشت ہے اسی لیے آپ کی فیض رسانی دنیا کے ہر انسان کے لیے ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، یقیناً یہ بھی آپ ﷺ کی رحمتِ خاص ہے کہ ہندو بھی آپ ﷺ کے حضور نعت پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے حضور مستغیث ہوتے ہیں:

جس طرح سے مختص ہے رزاقی خدا کے نام پر
یوں ہی ہے رحمت کا جہاں خیر الورا کے نام پر
ہر مشکل دنیا اسی کے نام سے ہوتی ہے حل
ہر گردشِ عالم ہے اس عقدہ کشا کے نام پر
وہ رحمتہ للعالمین جو دوسخا اسکی سرشت
یعنی ہے بنیادِ زکوٰۃ اسکی عطا کے نام پر
کوئی بھی شرطِ مذہب و ملت نہیں اسکے یہاں
ہر اک کو ملتا فیض ہے اسکی سخا کے نام پر (19)

نازما نکلپوری، آپ ﷺ کی رحمتہ للعالمین اور شفاعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وہ رحمتہ للعالمین، وہ تاجدارِ انبیا
محبوبِ رب العالمین وہ شافعِ روزِ جزا
مختر میں بخشی جائے گی امت اسی کے فیض سے
اور ملتِ دنیا کی خاطر بھی ہے وہ خیر الورا (20)

دلورام کوثری: دلورام کوثری (پیدائش ۱۹۲۹ بکرمی) کا مجموعہ نعت ”ہندو کی نعت“ بھی غیر مسلم شعرا کے نعتیہ ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ دلورام ۱۹۲۹ میں ضلع حصار میں پیدا ہوئے، انٹرنس تک تعلیم کے حصول کے بعد مکمل طور پر شعر گوئی کی طرف متوجہ ہو گئے اور کوثری تخلص کرنے لگے۔ اس کے ساتھ فارسی اور علم عروض کی تعلیم جاری رکھی، زمانے کے رجحان کے مطابق ابتدا میں غزل گوئی پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن بہت جلد خود کو اسلامی موضوعات سے متعلق شاعری تک محدود کر لیا۔ آپ نے بڑے بڑے مشاعروں میں شرکت کی، مہاراجہ سرکشن پرشاد جن کا شمار اچھے شاعروں میں ہوتا ہے، دلورام کوثری کے کلام کے مداح تھے۔ آپ نے ایک نعتیہ مجموعہ ”گلبن نعت کوثری“ کے نام سے لکھا جو کہ اب نایاب ہے۔ ”ہندو کی نعت“ کے مرتب

حسن نظامی دہلوی ہیں۔ اس کے دیباچہ (طبع اول) میں دلورام کی نعت گوئی کے بارے میں حسن نظامی لکھتے ہیں "جناب چودھری دلورام صاحب کوثری ساکن ناندڑی ضلع حصار کا نعتیہ کلام اکثر رسائل و اخبارات میں چھپا کرتا ہے۔ صحابہ کرام کی شان میں بھی انھوں نے بہت منظوم مناقب لکھے ہیں۔ وہ بہت بے تعصب ہندو ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کی سچی محبت ہے۔" (21)

یہ سچی محبت دلورام کی نعت کا خاصا ہے۔ کوثری کی نعت میں ایک طرف عقیدت و محبت کے پھول اپنی بہار دکھاتے ہیں تو دوسری طرف استغاثہ کی کلیاں بھی اپنی خوشبو بکھیرتی ہیں۔ نعت بہ عنوان "ہے ظلمت میں آپ بقا یا محمد ﷺ" میں "یا محمد ﷺ" کی ردیف سے کوثری نے استغاثہ کے مختلف مضامین کو بڑی ہنرمندی سے پیش کیا ہے۔ کوثری نے ظلمت کی تاریکیوں میں نبی اکرم ﷺ کو آپ بقا قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے لیے آپ کے حضور درخواست پیش کی ہے۔ اس درخواست میں سادگی بھی ہے اور پاکیزہ جذبات کا اظہار بھی۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضری کی تڑپ ایک ہندو کے دل کو بھی بے قرار رکھتی ہے کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کا روضہ مبارک بھی آپ ﷺ کی رحمتوں کا مخزن ہے اور نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے ہی آپ ﷺ کے در پر حاضری ممکن ہے:

ہے ظلمت میں آپ بقا یا محمد ﷺ
 مدینہ میں مجھ کو بلا یا محمد ﷺ
 ذرا اپنا کوچہ دکھا یا محمد ﷺ
 نہ فرقت میں مجھ کو رلا یا محمد ﷺ
 نہ عاشق کو اپنے ستا یا محمد ﷺ
 تمہاری بدولت خدا مجھ کو بخشے
 ہو مقبول میری دعا یا محمد ﷺ
 ترا کوثری رہتا ہے ہندووں میں
 ہے ظلمت میں آپ بقا یا محمد ﷺ (22)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری دلورام کوثری کی نعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"کوثری کے نعتیہ کلام کی سب سے بڑی خصوصیت زبان کی سادگی اور جذبات کی پاکیزگی ہے۔ ان کا کلام ظاہر کرتا ہے کہ نعت گوئی ان کی ذہنی کاوش یا محض محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کے دل کی آواز اور ان کی طبع شاعرانہ کی فطری جولان گاہ تھی اسی لئے ہر جگہ ان کی سادگی ایک طرح کی پرکاری لئے رہتی ہے۔" (23)

عشق محمد ﷺ ایک مسلمان کے ایمان کا جزو لاینفک ہے، اللہ اور رسول کے فرمان کے مطابق ایک مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت اس کے لیے دنیا کے ہر مال، ہر رشتے حتیٰ کہ خود اس کی اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں ایسا جو ہر پہناں تھا کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی غیر مسلموں کے دلوں میں بھی آپ کی عزت اور محبت موجزن رہی، اس کا اظہار کوثری ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کچھ عشق پیسیر ﷺ میں نہیں شرط مسلمان
ہے کوثری ہندو بھی طلب گار محمد ﷺ (24)

محشر میں بچا لینگے نبی ﷺ مجھ کو یہ کہہ کر
چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا (25)

نبی اکرم ﷺ سے ایک ہندو کی سچی اور گہری محبت جس کا اظہار ان کے نعتیہ کلام کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے بالآخر رنگ لائی اور آپ نے مرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ دلورام کوثری کے قبول اسلام کے بارے میں حسن نظامی دہلوی لکھتے ہیں کہ "افسوس ہے کہ چوہدری صاحب کا انتقال ہو گیا، وہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو گئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے وفات پائی" (27:26)

سخالالہ کچھمن نرائن: سخالالہ کچھمن نرائن ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کا دل بھی نبی اکرم ﷺ کی محبت سے سرشار ہے جس کا اظہار ان کی نعتوں میں ہوا ہے۔ ان کے مجموعہ کلام "معراج محبت" میں پچاس نعتیں شامل ہیں جو ان کے جذبہ عشق رسول ﷺ میں گندھی ہوئی ہیں۔ عشق رسول ﷺ ان کی نعتوں کا مرکز و محور ہے۔ استغاثہ استمداد کے وہ تمام تر مضامین جو مسلم نعت گو شعرا کے کلام کا خاصا ہیں وہ سخا کے کلام میں بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ ان کی نعتوں میں التجا کا رنگ نمایاں ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیے:

رحمتٌ للعالمین! اب تو کرم فرمائیے
لازمی ہے رحم مجھ سے نیکس و مجبور پر (28)

تمہی کو لاج رکھنی ہے سخا کی مدح خوانی کی
کہ ہوگا حشر میں عشق آشکارا یا رسول اللہ ﷺ (29)

زمانے کو ہے کافی اک نگاہِ لطفِ احمد ﷺ کی
پریشانی مری کیا، اک میرا حال پریشاں کیا (30)

سخا کا یقین پختہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمت ایسی ہے کہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی کبھی کوئی سوالی آپ کے در سے خالی واپس نہ لوٹا اور اب بھی جو کوئی آپ ﷺ کے حضور اپنی درخواست پیش کرتا ہے وہ آپ ﷺ کی جناب میں قبولیت کا درجہ پاتی ہے اسی لیے کوئی سوالی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی درخواست رد ہو گئی ہے۔ یہ آپ ﷺ کا خاص لطف و کرم ہے کہ آپ ﷺ دستِ دعا بلند کرنے والے کو کبھی مایوس نہیں لوٹاتے۔ آپ ﷺ جس پر کرم کی نظر ڈال دیں اس پر اللہ کی رحمتیں مسلسل نازل ہونے لگتی ہیں۔ اس کے مقدر کا ستارہ چمک جاتا ہے، شاعر کہتا ہے:

وہ شانِ رحمتِ للعالمین میں نے دیکھی ہے
مرے آگے سوالی نام تو لے دے کوئی رد کا (31)

کرم سے احمد اکرم کے ہوں میں شرمندہ
کہ اس نے پھر مرے دستِ دعا کو دیکھ لیا (32)

خدا کی رحمتِ پیہم ہے یا نبی جب سے
نگاہِ لطف سے تم نے سخا کو دیکھ لیا (33)

انسان کی سرشت میں شامل ہے کہ اس کے اندر طرح طرح کی تمنائیں سر اٹھاتی ہیں، ایک خواہش پوری ہو جائے تو اگلی خواہش اگلڑائیاں لینے لگتی ہے۔ تمنناؤں کا ایک سمندر ہر دم انسان کے اندر بھرا رہتا ہے، اگر انسان تسلسل سے اپنے ماں باپ کو بھی اپنی تمام خواہشات کی تکمیل کے لیے اکسائے تو یہ چیز ماں باپ کے لیے بھی ناقابلِ برداشت ہوتی ہے لیکن یہ خاص نبی اکرم ﷺ کی رحمت ہے کہ بقول سخا جتنی بھی تمنائیں ہیں وہ سب آپ کے لطف و کرم کے سامنے کم ہیں، آپ ﷺ تو سوالی کی جھولی بھرتے چلے جاتے ہیں۔ ایک انسان کی پریشانی حالی کی کیا بات ہے آپ ﷺ کی ایک نگاہِ لطف تو تمام زمانے بھر کے پریشان حالوں کے لیے کافی ہے۔ اللہ کی ذات کے بعد غم کے مارے عاصیوں کا سہارا نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہی ہے اسی لیے تو عاجز انسان آپ ﷺ کے حضور استغاثہ پیش کرتے ہیں اور نگاہِ لطف و کرم کے لیے ملتسم ہوتے ہیں۔ سخا اپنی تمام تر آرزوؤں کی تکمیل کے لیے نبی اکرم ﷺ کے حضور ان الفاظ میں استغاثہ پیش کرتے ہیں:

شہ کو نین جتنی تمہیں تمنائیں مری کم تمہیں
تری رحمت سے شرمندہ ہے مری التجا کیا (34)

غیر مسلم نعت گو شعرا کے نعتیہ کلام میں استغاثہ و استمداد کے عناصر

زمانے کو ہے کافی اک نگاہ لطفِ احمد کی
پریشانی مری کیا اک مرا حالِ پریشاں کیا (35)

خدا کے بعد اگر ہے دو جہاں میں
سہارا ہے شفیع عاصیاں کا (36)

نبی اکرم ﷺ امام الانبیاء ہیں، سب کی لاج رکھنے والے ہیں، اسی لیے شاعر نعت کے بہانے گویا اپنے دل میں مچلتی خواہشوں کو آپ کے سامنے بیان کرتا ہے کیونکہ نعت دراصل ”عرضِ مدعا“ کا ایک پہلو ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت طلب کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ استغاثہ استمداد کے یہ اشعار دیکھیے:

اے شاہ انبیا ہے شرم آپ کو سخا کی
یہ نعت ایک پہلو ہے عرضِ مدعا کا (37)

رحمۃ للعالمین اب تو کرم فرمائیے
لازمی ہے رحم مجھ سے بیکس و مجبور پر (38)

ہر آفت میں بلا میں ہر مصیبت میں یہی دیکھا
کوئی ہے یار تو یارو محمد ﷺ ہی محمد ﷺ ہیں (39)

درج ذیل اشعار میں سخا نے نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمین کا مضمون کمال مہارت سے باندھا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے بلجا و مادا ہونے کی بہت واضح دلیل پیش کی ہے کہ یہ جہاں ہو یا اگلا جہاں دونوں جہانوں میں آپ ﷺ ہی کام بنانے والے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کا بادشاہ بنا دیا ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ انسان کے لیے یہی خوش نصیبی ہے کہ اس کے حصہ میں دونوں جہانوں کے بادشاہ سے محبت کرنا لکھا جائے اور جس کے حصے میں یہ دولت آجائے تو اس کے لیے یہی بہت ہے۔ یہی دنیا کی دولت ہے اور یہی دین کی دولت ہے:

وہاں اور یہاں کار فرما تمہیں ہو
شہِ دوسرا ہو تو پھر کیا نہیں ہو (40)

انہیں سے میں تو جو کچھ چاہتا ہوں مان لیتا ہوں
مرے حصہ میں دنیا میں شہِ دنیا و دیں آئے
شہِ کونین مجھ کو دولتِ دارین ہو بخشش

تمہیں مختار ہو سب کچھ یہاں لے کر تمہیں آئے (41)

کالی داس گپتارضا: کالی داس گپتارضا کو بھی عاشق رسول ﷺ ہونے اور دین اسلام سے محبت کی نعمت حاصل ہے اور یہ نعمت ان کے لیے کسی اجالے کی مانند ہے اسی لیے انہوں نے اسلامی اشعار پر مشتمل اپنے مجموعے کا نام ہی ”اجالے“ رکھا۔ اس مجموعے کے بارے میں کالیداس کہتے ہیں ”اجالے میرے اسلامی رنگ کے اشعار کا چھوٹا سا مجموعہ ہے جس میں چند نعتیں، سلام، رباعیاں اور قطعے ہیں۔“⁽⁴²⁾ کالی داس گپتاکا یہ مختصر سا مجموعہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے کا عنوان ”باب رسالت“ ہے۔ یہ حصہ رباعیات، قطعات، عید میلاد النبی، نعتیہ غزل، ولادت رسول، میلاد رسول پر مشتمل ہے۔ جب کہ دوسرے حصے کا عنوان ”باب شہادت“ میں واقعہ کربلا کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ حصہ بھی رباعیات و قطعات کے علاوہ اے حسینؑ، سلام، میلاد فاطمہ الزہراءؑ، معرکہ کربلا، یاد کربلا اور حسینؑ ڈے کے عنوانات کے تحت اظہار عقیدت سے لبریز ہے۔ کالی داس گپتاکا نعت بھی رسمی نہیں بلکہ حقیقی رنگ لیے ہوئے ہے اور نبی اکرم ﷺ سے ان کی عقیدت اور محبت کی مظہر ہے۔ کالیداس گپتاکا نعت میں بھی استغاثہ کے مضامین ملتے ہیں۔ ایک ہندو ہونے کے باوجود وہ پورے یقین کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے حضور رحمت و شفاعت کی نعمت کے حصول کے لیے مستغیث ہوتے ہیں:

شعر	کہتا	ہے	وہ	شہرت	کا	طلبگار	نہیں
درم	و	دام	کا،	دولت	کا	طلبگار	نہیں
اے	نبی!	تیری	شفاعت	تری	رحمت	کے	سوا
تیرا	شاعر	کسی	نعت	کا	طلبگار	نہیں	(43)

کالی داس گپتایہ جانتے ہیں کہ دنیا بھر کے بے قراروں، درد کے ماروں کا اولین سہارا اللہ کی ذاتِ واحد ہے اور اللہ کے بعد یہ مقام و مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو رحمة للعالمین کے منصب پر فائز فرما کر آپ ﷺ کو دنیا بھر کے غم کے ماروں کے دل کا قرار بنا دیا اسی لیے تو شاعر دل و جاں کی تسکین، نبی اکرم ﷺ سے مدد کا طلبگار ہوتا ہے:

بے	قراروں	کو	ہے	تیرا	آسرا	بعدِ	خدا
روحِ	دل	تو	ہی	تو	ہے	تسکین	جاں
							تو ہی تو ہے (44)

کرشن کمار سنگھ بینک: ”سمت کاشی سے چلا“ کرشن کمار سنگھ بینک کا نعتیہ مجموعہ ہے اور ان کی نبی اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ اس مجموعہ میں نعت کے مضامین کی وسعت قابلِ داد ہے۔ بینک کے اس مجموعہ میں استغاثہ و استمداد کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ اذنِ حضوری کی امیدیں بھی ہیں اور نظرِ کرم کی التجائیں بھی۔ آشوبِ ذات کا اظہار بھی ہے اور آشوبِ امتِ محمدی کا بیان بھی۔ رحمتِ عالم ﷺ سے لطف و عنایت کی درخواستیں بھی ہیں اور نظرِ کرم کی تمنائیں بھی۔

نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کی تمنا ہر قلبِ مسلم کے نہاں خانوں میں پروان چڑھتی ہے۔ دنیا کا ہر مسلمان آپ ﷺ کے در پر حاضری کے لیے تڑپتا ہے اور اگر ایک بار اسے حاضری کا شرف حاصل ہو جائے تو دوبارہ گنبدِ خضرا کی سنہری جالیوں کو چومنے کے لیے اس کے ہونٹ بے قرار رہتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کینظرِ کرم کے بغیر اذنِ حضوری ممکن نہیں اسی لیے اردو کے ہر ایک نعت گو شاعر کے ہاں اذنِ حضوری کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ ایک غیر مسلم جب رحمۃ للعالمین کی محبت میں گرفتار ہو کر نعت کہتا ہے تو وہ بھی اپنے لفظوں کے ذریعے روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے لیے اپنے دل میں مچکنے والی اس خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اذنِ حضوری کے لیے نبی اکرم ﷺ کے حضور استغاثہ پیش کرتا ہے۔ مینک کی نعتیہ شاعری میں اذنِ زیارت کا مضمون کثرت سے ملتا ہے۔ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

حضور ﷺ بہر دعا ہاتھ اٹھائے بیٹھے ہیں
تمہارے سامنے سر کو جھکائے بیٹھے ہیں
ہمیں بھی اذنِ زیارت نصیب ہو اک دن
امید کب سے ہم ایسی لگائے بیٹھے ہیں (45)

در پہ آتے ہیں فرشتے بھی سلامی کے لیے
اس مینک کو بھی مدینے کی گلی دکھائیے (46)

یا نبی اب کرم کیجئے، اپنے در پر بلا لیجئے
ایک دن پینچے طیبہ مینک اس کی قسمت جگا دیجئے
ہے بلند آپ کا مرتبہ سرورِ انبیا مصطفےٰ (47)

اپنے مینک کو بھی مدینے کبھی بلاو
دنیا کو اپنے در پہ بلاتے ہو یا نبی (48)

یا محمد ﷺ مصطفےٰ طیبہ ہمیں بلوایئے
ہم غریبوں پر بھی آقا یہ کرم فرمائیے (49)

بلا لیجئے آقا مجھے بھی مدینے
زمانے کے غم اب ستانے لگے ہیں (50)

اک بار بلا لیجئے سرکار مدینے
بیار غم ہجر کے لب پر یہ دعا ہے

بر آئیں نہ کیوں آج مرے دل کی امیدیں
سرکارِ دو عالم کا کرم مجھ پہ ہوا ہے (51)

آشوبِ ذات ہو یا آشوبِ عالم، غموں کے طوفان میں گھرے، بے یار و مددگار انسان کی نگاہیں اپنے ارد گرد مسیحا کی تلاش میں ہوتی ہیں اور اگر مسیحا ایسی ذات ہو جو اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہو، رحمتہ للعالمین ہو، ڈوبتی کشتیوں کو کنارے لگانے والی، رنج و محن سے نکالنے والی ہو تو اپنا پرایا بے اختیار اس ہستی کو مدد کے لیے پکارتا ہے۔ اردو نعت گو شعرا کی طرح غیر مسلم نعت گو شعرا بھی رحمتہ للعالمین کی رحمت کو پکارتے ہیں۔ مینک کے نعتیہ اشعار میں بھی ایک بے بس، غم کے مارے، بے یار و مددگار انسان کا کرب جھلکتا ہے، جو رحمتہ للعالمین کی رحمت کا پکارتا ہے:

غم کے طوفان میں آیا سفینہ مرا
میری کشتی لگا دو کنارے نبی
اک نظر ڈال دیجیے ادھر بھی ذرا
ہو کرم آمنہ کے دلارے نبی (52)

آپ کی امت پریشاں حال ہے اس دور میں
آئیے امداد کو بہر خدا آ جائیے
آپ نے ہر ایک کی بگڑی بنائی ہے حضور
میری جانب بھی ذرا چشم کرم فرمائیے
آپ تو ہیں رحمتِ عالم دو عالم کے لیئے
اب غموں کی دھوپ میں بن کر گھٹا چھائیے (53)

نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی ان کا درِ مبارک ہر اپنے پرانے، دوست دشمن، مسلمان، کافر کے لیے کھلا رہتا تھا۔ آپ ﷺ کے درِ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹا، جس کسی نے آپ ﷺ کو صدقِ دل سے پکارا، جس کسی نے آپ ﷺ کا دامنِ رحمت پکڑا، آپ ﷺ نے اس کی جھولی بھر دی، اس کے غموں کا مداوا کر دیا، اس کی فریاد پر لبیک کہا، اس کی بگڑی ہوئی تقدیر بنادی، مینک سبھی اپنی بگڑی بنانے کے لیے اپنی خالی جھولی نبی اکرم ﷺ کے حضور پھیلاتے ہیں:

جھولی مری بھر دیں گے یقیناً ہی محمد ﷺ
ہم اور کسی سے نہیں فریاد کریں گے
اللہ کسی دن مری سن لے گا یقیناً
سرکارِ دو عالم اگر امداد کریں گے
بن جائے گی بگڑی ہوئی تقدیر بھی انکی

جو دل سے محمد ﷺ کو ذرا یاد کریں گے
یہ شان مینک آج بھی قائم ہے نبی کی
حق پورا کرے گا جو یہ ارشاد کریں گے (54)

لیتا ہے صدقِ دل سے جو کوئی تمہارا نام
اس کی مدد کے واسطے آتے ہو یا نبی
غم کے بھنور میں ناو پھنسنے امتی کی جب
طوفانِ غم سے ناو بچاتے ہو یا نبی (55)

ہو نگاہِ کرم

سرورِ انبیا یا شفیع امم
ہو نگاہِ کرم ہو نگاہِ کرم
در پہ تیرے لئے آئے ہیں آنکھ نم
ہو نگاہِ کرم ہو نگاہِ کرم (56)

نبی اکرم ﷺ کو پکارنا اور مدد کے لیے التجا کرنا تو ایک طرف آپ ﷺ کے نام مبارک میں ہی اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی ہے کہ اس نام کو لینے والے ہی مرادیں پا جاتے ہیں۔ مینک کہتے ہیں:

آقا کا نام لے

بگڑی تیری بناؤں گے سرکارِ دو جہاں
غم سے تجھے چھڑائیں گے سرکارِ دو جہاں
کشتی بھنور میں آئے تو آقا کا نام لے
ساحل پہ تجھ کو لائیں گے سرکارِ دو جہاں (57)

غیر مسلم ہندو شعرا کی نعتیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ بھی نبی اکرم ﷺ کو رحمتہ للعالمین تسلیم کرتے ہوئے ان کے حضور استغاثہ پیش کر کے رحمت و لطف و کرم کے امیدوار ہوتے ہیں۔ ان کی عظمت کے معترف ہیں۔ آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کے بیان میں اسی جوش و ولولہ کے اظہار کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ مسلم نعت گو شعرا کے ہاں پایا جاتا ہے۔ وہ بھی رنج و محن سے نکلنے اور زندگی کی ڈوبتی ناو کو کنارے لگانے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی رحمت کو آواز دیتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی استغاثہ کے قریباً وہی مضامین پائے جاتے ہیں جو کہ مسلم نعت گو شعرا کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ روضہ رسول ﷺ پر اذنِ حاضری کی درخواست، آپ ﷺ کے لطف و عنایت کی طلب، آپ ﷺ کی نظرِ کرم کی تمنا، آپ ﷺ کے شہرِ مدینہ میں بلاوے کی آرزو، مصائب و مشکلات سے نکلنے کے لیے استدعا، بیشتر کا تعلق آشوبِ ذات سے ہے۔ غیر مسلم شعرا بھی نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو پکارتے

ہوئے عزت و تکریم اور ادب و آداب کا لحاظ رکھتے ہیں۔ استغاثہ کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کی نعتوں میں نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان بھی ملتا ہے جو ان کے اسلام اور سیرت النبی ﷺ کے گہرے مطالعہ کا شاہد ہے۔

حوالہ جات

1. شان الحق حقی، مرتبہ، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد ادارہ فروغ قومی زبان پاکستان، 2017ء)، 69۔
2. ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی (لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1990ء)، 50۔
3. راجارشید محمود، غیر مسلموں کی نعت گوئی (لاہور: نعت گھر، 1995ء)، 20۔
4. محمد اسماعیل آزاد، اردو شاعری میں نعت (لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، 1992ء)، 210۔
5. کے۔ نیرنگ ساقی، پیغامِ محبت (دہلی: مہندر سنگھ بیدی لٹریچر ٹرسٹ، س۔ن۔)، 9۔
6. نور احمد میر ٹھی، بحر زمان بحر زبان (کراچی: ادارہ فکر نو، 1996ء)، 64۔
7. نور احمد میر ٹھی، بحر زمان بحر زبان، 70۔
8. نور احمد میر ٹھی، نور سخن (کراچی: سہیل پریس، 1988ء)، 21۔
9. نور احمد میر ٹھی، نور سخن، 22۔
10. ایضاً، 24۔
11. خشن گرامی، ایک عظیم انسان، یادگارِ عارش ملیسانی، مرتب۔ مالک رام (نئی دہلی: ماہنامہ کتاب گھر، 1981ء)، 16۔
12. ورنر پرشاد سکسینہ، ہندوستانی ادب کے معمار: عرش ملیسانی (دہلی: ساہتیہ اکادمی، 2001ء)، 32۔
13. پنڈت بلکنند عرش ملیسانی، آہنگِ حجاز (دہلی: مرکز تصنیف و تالیف کلودر، 1953ء)، 49۔
14. پنڈت بلکنند عرش ملیسانی، آہنگِ حجاز، 23-24۔
15. ایضاً، 1۔
16. نازما نکپوری، نوائے شوق (اتر پردیش: اردو اکیڈمی، 1977ء)، 9۔
17. نازما نکپوری، رہبرِ اعظم (دہلی: دہلی اردو اکیڈمی، 1986ء)، 5۔
18. ایضاً، 11۔

غیر مسلم نعت گو شعرا کے نعتیہ کلام میں استغاثہ و استمداد کے عناصر

19. ایضاً، 128-
20. ایضاً، 129-
21. دلورام کوثر، ہندو کی نعت، جلد 3 (دہلی: محبوب المطبع، 1937ء)، 9-
22. دلورام کوثر، ہندو کی نعت، 11-12-
23. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو غزل، نعت اور مثنوی (لاہور: الو قاری پبلی کیشنز، 2004ء)، 336-
24. دلورام کوثر، ہندو کی نعت، 15-
25. ایضاً، 17-
26. ایضاً، 1-
27. جب یہ کتاب لکھی گئی، اس وقت شاعر ہندو تھا، اسی وجہ سے اس کا نام غیر مسلم شعرا میں شامل کیا گیا ہے۔
28. لکشمین نارائن سخا، معراجِ محبت (مقام اشاعت ندارد، 1977ء)، 59-
29. لکشمین نارائن سخا، معراجِ محبت، 73-
30. ایضاً، 50-
31. ایضاً، 38-
32. ایضاً، 41-
33. ایضاً، 42-
34. ایضاً، 48-
35. ایضاً، 50-
36. ایضاً، 53-
37. ایضاً، 55-
38. ایضاً، 59-
39. ایضاً، 61-
40. ایضاً، 70-
41. ایضاً، 78-
42. کالی داس گپتارضا، اجالے (ممبئی: وول پبلی کیشنز، 1975ء)، 11-
43. کالی داس گپتارضا، اجالے، 18-

44. ایضاً، 47۔
45. کرشن کمار سنگھ بینک، سمت کاشی سے چلا (لکھنؤ: مکتبہ دین و ادب، 1986ء)، 12۔
46. کرشن کمار سنگھ بینک، سمت کاشی سے چلا، 14۔
47. ایضاً، 16۔
48. ایضاً، 19۔
49. ایضاً، 14۔
50. ایضاً، 27۔
51. ایضاً، 33۔
52. ایضاً، 13۔
53. ایضاً، 14۔
54. ایضاً، 17۔
55. ایضاً، 19۔
56. ایضاً، 20۔
57. ایضاً، 38۔

References in Roman Script

1. Shan-ul-Haq Haqi, murattib, Farhang-e-Talafuz (Islamabad: Idara-e-Farogh-e-Qaumi Zaban Pakistan, 2017), 69.
2. Riaz Majid, Dr., Urdu Mein Naat Goi (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1990), 50.
3. Raja Rasheed Mahmood, Ghair Muslimon Ki Naat Goi (Lahore: Naat Ghar, 1995), 20.
4. Muhammad Ismail Azad, Urdu Sha'iri Mein Naat (Lucknow: Naseem Book Depot, 1992), 210.
5. K. Nairang Saqi, Paigham-e-Muhabbat (Delhi: Mahendar Singh Bedi Literary Trust, s.n.), 9.
6. Noor Ahmad Meerathi, Bahr-e-Zaman Bahr-e-Zaban (Karachi: Idara-e-Fikr-e-Nau, 1996), 64.

7. Noor Ahmad Meerathi, Bahr-e-Zaman Bahr-e-Zaban, 70.
8. Noor Ahmad Meerathi, Noor-e-Sukhan (Karachi: Suhail Press, 1988), 21.
9. Noor Ahmad Meerathi, Noor-e-Sukhan, 22.
10. Ibid., 24.
11. Khushtar Grami, Aik Azeem Insaan, *Yadgar-e-Arsh Mailsani*, murattib Malik Ram (New Delhi: Mahnama Kitab Ghar, 1981), 16.
12. Virender Prashad Saxena, Hindustani Adab Ke Me'mar: Arsh Mailsani (Delhi: Sahitya Akademi, 2001), 32.
13. Pandit Balkumand Arsh Mailsani, Aahang-e-Hijaz (Delhi: Markaz-e-Tasneef-o-Taleef Nakodar, 1953), 49.
14. Pandit Balkumand Arsh Mailsani, Aahang-e-Hijaz, 23–24.
15. Ibid., 1.
16. Naz Mankpuri, Nawa-e-Shauq (Uttar Pradesh: Urdu Academy, 1977), 9.
17. Naz Mankpuri, Rahbar-e-Azam (Delhi: Delhi Urdu Academy, 1986), 5.
18. Ibid., 11.
19. Ibid., 128.
20. Ibid., 129.
21. Diluram Kausar, Hindu Ki Naat, jild 3 (Delhi: Mehboob-ul-Matba', 1937), 9.
22. Diluram Kausar, Hindu Ki Naat, 11–12.
23. Farman Fatehpuri, Dr., Urdu Ghazal, Naat aur Masnavi (Lahore: Al-Waqar Publications, 2004), 336.
24. Diluram Kausar, Hindu Ki Naat, 15.
25. Ibid., 17.
26. Ibid., 1.
27. Jab yeh kitab likhi gayi, us waqt shair Hindu tha, isi wajah se us ka naam ghair Muslim shu'ara mein shamil kiya gaya hai.
28. Lakshman Narain Sukha, Meraj-e-Muhabbat (maqam-e-ishaat nadarad, 1977), 59.
29. Lakshman Narain Sukha, Meraj-e-Muhabbat, 73.
30. Ibid., 50.
31. Ibid., 38.
32. Ibid., 41.
33. Ibid., 42.
34. Ibid., 48.
35. Ibid., 50.
36. Ibid., 53.
37. Ibid., 55.
38. Ibid., 59.
39. Ibid., 61.
40. Ibid., 70.

41. Ibid., 78.
42. Kali Das Gupta Raza, Ujalay (Mumbai: Vimal Publications, 1975), 11.
43. Kali Das Gupta Raza, Ujalay, 18.
44. Ibid., 47.
45. Krishan Kumar Singh Manak, Simt Kashi Se Chala (Lucknow: Maktaba Deen-o-Adab, 1986), 12.
46. Krishan Kumar Singh Manak, Simt Kashi Se Chala, 14.
47. Ibid., 16.
48. Ibid., 19.
49. Ibid., 14.
50. Ibid., 27.
51. Ibid., 33.
52. Ibid., 13.
53. Ibid., 14.
54. Ibid., 17.
55. Ibid., 19.
56. Ibid., 20.
57. Ibid., 38.